رسائل و مسائل

مقیم شخص کا موسمِ حج میں عمرہ؟

سوال: سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ میں میقات سے باہر رہنے والوں کو عمرہ اور حج ایک ہی سفر میں کرنے کی اجازت ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد حرام کے قریب رہنے والے حج کے موسم یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کی ۱۲، ۱۳ تاریخ تک عمرہ نہیں کر سکتے اور نہیں کرنا چاہیے؟ جو کوئی قریب رہنے والا موسم حج میں نیکی سمجھ کر عمرہ کرے گا غلطی کرے گا، اسی لیے آخر میں ہے: وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴿۱۹۶﴾ (البقرہ ۲:۱۹۶) ''اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

مقامی لوگ حج ختم ہونے کے بعد آخرِ رمضان تک جب چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں، لیکن جیسے ہی شوال شروع ہو وہ عمرہ نہیں کر سکتے، وہ صرف باہر کے افراد ہی کریں گے۔ اگر کوئی مقامی فرد ایامِ حج میں عمرہ کرے تو اس نے غلطی کی، چاہے وہ حج کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ حج کرے گا تو دم دینے والی رائے زیادہ قوی لگتی ہے۔ یہ دم جنایت ہوگا، جب کہ باہر سے آنے والے عمرہ اور حج کرنے پر جو قربانی کرتے ہیں وہ دم شکر گردانا جائے گا؟

جواب: سورۂ بقرہ کی آیت ۱۹۶ میں فرمایا گیا ہے: ''جو شخص تم میں سے حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اُٹھائے وہ حسب مقدور قربانی کرے اور اگر قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے''۔ اس کے بعد آیت کا ٹکڑا ہے: ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَھْلُہٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط ''یہ رعایت ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر بار مسجد حرام کے قریب نہ ہوں''۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ باہر سے آنے والے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کر سکتے ہیں۔ بس انھیں قربانی کرنی ہوگی، یا دس روزے رکھنے ہوں گے۔ اس کے ذریعے

دراصل عرب جاہلیت کے اس خیالِ خام کا رَد کیا گیا ہے جو سمجھتے تھے کہ عمرہ اور حج کے لیے الگ الگ سفر کرنا ضروری ہے۔ ایک ہی سفر میں دونوں کی انجام دہی گناہ ہے۔ اس سہولت سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کردیا گیا ہے جو مکہ کے آس پاس میقاتوں کی حدود میں رہتے ہوں، اس لیے کہ ان کے لیے عمرہ اور حج دونوں کے لیے الگ الگ سفر کرنا کچھ مشکل نہیں۔

اس سے یہ استنباط کرنا صحیح نہیں ہے کہ میقات کے اندر رہنے والوں کے لیے ایامِ حج (شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی ۱۲، ۱۳ دن) میں عمرہ کرنا درست نہیں۔ وہ بھی ان ایام میں عمرہ کرسکتے ہیں: علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے: اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْمَنْ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَلَدِهٖ وَمَنْزِلِهٖ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهٖ فَقَالَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ: لَيْسَ بِمُتَمَتِّعٍ، وَلَا هَدْيَ عَلَيْهِ وَلَا صِيَامَ (الجامع لاحکام القرآن، ج۳،ص ۳۰۷) ''جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے، پھر اپنے علاقے اور گھر کی طرف لوٹ جائے، پھر اسی سال حج کرے تو جمہور علما کہتے ہیں کہ وہ متمتع (حج تمتع کرنے والا) نہیں ہوگا۔ نہ اس پر قربانی واجب ہوگی، نہ اس کے ذمے روزے لازم ہوں گے''۔

البتہ یہ بات صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حجِ تمتع اور حجِ قِرَان کی سہولت صرف میقات سے باہر رہنے والوں کے لیے ہے۔ میقات کے اندر رہنے والے صرف حجِ افراد کریں گے، اگر وہ حجِ تمتع یا حجِ قِرَان کریں تو وہ بھی دم دیں گے (یعنی قربانی کریں گے)، لیکن وہ دم تمتع کا نہ ہوگا بلکہ جنایت کا ہوگا، چنانچہ خود ان کے لیے اس کا گوشت کھانا جائز نہ ہوگا۔ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک وہ بھی حجِ تمتع اور حجِ قِرَان کرسکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آیت میں اشارہ ھَدْی (قربانی) اور صیام (روزہ) کی طرف ہے کہ اس کا حکم صرف میقات کے باہر رہنے والوں کے لیے ہے۔ (تفسیر قرطبی، ج۳،ص ۳۱۸)

آیت کے آخر میں وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ عمومی بیان ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام دیے گئے ہیں ان پر عمل کرو، ورنہ اس کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)